ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

AIOU LIBRARY
aioulibrary.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 3955

Program: BS Islamic Studies (Dars-e-Nizami)

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ (شعبہ سیرت سٹڈیز)

کورس: مطالعہ متن حدیث صحیح مسلم (3955)

سطح: بی ایس علوم اسلامیہ (درس نظامی)

سمسٹر: خزاں 2026ء

امتحانی مشق نمبر 1 (یونٹ: 1-4)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: 50

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

Reference &For Study — SOLVED ASSIGNMENT GUIDE

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس غور سے پڑھیں، احادیث کے مفاہیم کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں لکھیں۔ اس گائیڈ کو ہو بہو نقل نہ کریں۔ اس گائیڈ میں احادیث کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور حوالے دیے گئے ہیں؛ کسی خاص فقہی مسئلے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف موجود ہو سکتا ہے، اس لیے کسی فرد یا خاص معاملے پر کسی حکم کا اطلاق مستند علماء اور اہلِ افتاء ہی کا کام ہے، طالب علم کو چاہیے کہ عملی مسئلے میں ان ہی کی طرف رجوع کرے۔

سوال نمبر 1: حالتِ احرام کے احکام، ممنوعات اور شرعی ہدایات (20 نمبر)

سوال نمبر 1: یونٹ نمبر ایک میں مذکور احادیث کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہوئے حالتِ احرام کے اہم احکام، ممنوعات، پابندیوں اور ان سے متعلق شرعی ہدایات کی وضاحت کریں۔ (20)

تعارف

صحیح مسلم کی کتاب الحج کا آغاز ان احادیث سے ہوتا ہے جو حج و عمرہ کی بنیاد یعنی احرام سے بحث کرتی ہیں۔ یونٹ نمبر ایک میں شامل روایات میں مواقیت کی تعیین، تلبیہ، احرام کی نیت، محرم کے لباس اور ان کاموں کا بیان ملتا ہے جن سے محرم کو روکا گیا ہے۔ احرام دراصل ایک ایسی روحانی و فقہی حالت کا نام ہے جس میں داخل ہو کر انسان عام حالت میں جائز بہت سے کاموں کو اللہ کی رضا کے لیے ایک مقررہ مدت تک چھوڑ دیتا ہے۔ یہ حالت حج یا عمرے کی نیت اور تلبیے سے شروع ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ محدثین نے اسے عبادت کا دروازہ قرار دیا ہے، کیونکہ اس دروازے سے داخل ہونے کے بعد ہر قدم سنت کے مطابق اٹھانا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس سوال میں ہم یونٹ ایک کی احادیث کی روشنی میں احرام کے اہم احکام، ممنوعات و پابندیوں اور ان سے متعلق شرعی ہدایات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتے ہیں، تاکہ طالب علم نہ صرف مسائل کی فہرست جانے بلکہ ان کے پس منظر، حکمت اور باہمی تعلق کو بھی سمجھے۔

احرام کا مفہوم، نیت اور میقات

لغت میں احرام کے معنی حرام کر لینے اور منع کر لینے کے ہیں، اور اصطلاح میں حج یا عمرے کی نیت کر کے تلبیہ پڑھنے سے جو مخصوص حالت پیدا ہوتی ہے اسے احرام کہتے ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف علاقوں کے لوگوں کے لیے مواقیت مقرر فرمائے؛ مدینہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جحفہ، نجد والوں کے لیے قرن المنازل، یمن والوں کے لیے یلملم اور عراق والوں کے لیے ذات عرق کا تذکرہ روایات میں آتا ہے (صحیح مسلم، کتاب الحج)۔ ان مواقیت سے آگے بغیر احرام کے گزرنا مکہ کی تعظیم کے خلاف سمجھا گیا ہے، اس لیے جو شخص حج یا عمرے کے ارادے سے آئے اس کے لیے

میقات سے احرام باندھنا لازم قرار پایا۔ تجزیاتی نکتہ یہ ہے کہ مواقیت کی تعیین سے عبادت میں نظم وضبط، جغرافیائی سہولت اور حرمین کی حرمت تینوں مقاصد ایک ساتھ حاصل ہوتے ہیں، اور یہ بات ہر خطے کے لوگوں کے لیے یکساں اصول مہیا کرتی ہے۔

نیت احرام کی روح ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور اس کے ساتھ تلبیہ کہنا احرام میں داخلے کی علامت ہے۔ تلبیے کے کلمات کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اللہ کی پکار پر لبیک کہتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، تمام تعریفیں اور نعمتیں اسی کے لیے ہیں اور بادشاہت بھی اسی کی ہے۔ محدثین کے نزدیک تلبیہ حج کا شعار ہے، اس لیے محرم کو چاہیے کہ وہ سفر کے دوران، سواری پر چڑھتے اترتے اور نشیب و فراز میں بہ آواز بلند تلبیہ پڑھتا رہے، البتہ خواتین آواز بلند نہیں کریں گی۔ تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ نیت، تلبیہ اور میقات مل کر یہ سکھاتے ہیں کہ عبادت اتفاقی عمل نہیں بلکہ شعوری عہد ہے جو مخصوص جگہ، مخصوص وقت اور مخصوص کیفیت سے باندھا گیا ہے۔

محرم کا لباس اور اس سے متعلق ہدایات

صحیح مسلم کی مشہور روایت کا مفہوم ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ محرم کیا پہنے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کی فہرست بیان فرمائی جو محرم نہیں پہنے گا: قمیص، پگڑی، پاجامہ، برنس یعنی ٹوپی دار کرتا، اور وہ موزے و جوتے جن میں زعفران یا ورس لگا ہو؛ اور فرمایا کہ جو شخص نعلین نہ پائے وہ موزے پہن سکتا ہے مگر انہیں ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ لے (صحیح مسلم، کتاب الحج)۔ اس روایت سے مرد محرم کے لباس کا اصول نکلتا ہے کہ وہ سلا ہوا اور بدن کی ساخت پر بنایا گیا لباس نہیں پہنے گا بلکہ ازار اور چادر استعمال کرے گا، سر نہیں ڈھانپے گا اور خوشبو والا لباس نہیں پہنے گا۔ خواتین کے لیے عام سلا ہوا لباس جائز رہتا ہے البتہ چہرے پر نقاب اور ہاتھوں پر دستانے پہننے سے روایات میں منع کیا گیا ہے۔ اس حکم کی حکمت یہ ہے کہ امیر و غریب کا فرق مٹ جائے، سب ایک جیسے سادہ لباس میں بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوں اور تکبر کی جڑ یعنی ظاہری نمائش کٹ جائے۔ یہی یکسانیت حاجیوں میں مساوات، عاجزی اور اتحاد کا عملی سبق ہے۔

حالتِ احرام کی ممنوعات و پابندیاں

احادیث کے تجزیے سے ممنوعات کو چند بڑی قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلی قسم بدن سے متعلق ہے: بال کاٹنا یا منڈوانا، ناخن تراشنا، خوشبو لگانا اور سر ڈھانپنا مرد کے لیے ممنوع ہے۔ دوسری قسم لباس سے متعلق ہے جس کی تفصیل اوپر آئی۔ تیسری قسم نکاح سے متعلق ہے؛ صحیح مسلم کی روایت کا مفہوم ہے کہ محرم نہ خود نکاح کرے، نہ کسی کا نکاح کرائے اور نہ اس حالت میں نکاح کا پیغام بھیجے (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب تحریم نکاح المحرم)۔ چوتھی قسم شکار سے متعلق ہے؛ خشکی کا شکار محرم کے لیے حرام قرار دیا گیا اور صحابہ کرام کے واقعات سے یہ اصول بھی نکلتا ہے کہ جو شکار محرم ہی کے لیے کیا گیا ہو اس کا گوشت بھی وہ نہیں کھائے گا، جبکہ عام شکار جو اس کے لیے نہ کیا گیا ہو اس کے بارے میں روایات کی روشنی میں علماء نے تفصیل بیان کی ہے۔ پانچویں قسم مباشرت اور اس کے مقدمات ہیں جو احرام میں سخت ممنوع ہیں اور حج کی صحت کو متاثر کرتے ہیں۔ ذیل کی جدول ان ممنوعات کو منظم انداز میں پیش کرتی ہے۔

جدول ۱: حالتِ احرام کی اہم ممنوعات کی اقسام

شرعی ہدایت	ممنوعات	قسم
بھول کر یا ناواقفیت سے سرزد ہونے پر علماء سے رجوع کیا جائے	بال کاٹنا، ناخن تراشنا، خوشبو لگانا	بدن سے متعلق
مرد ازار و چادر پہنے؛ عورت نقاب و دستانے نہ پہنے	مرد کے لیے سلا ہوا لباس، سر ڈھانپنا، خوشبو دار کپڑا	لباس سے متعلق
یہ ممانعت احرام ختم ہونے تک باقی رہتی ہے	نکاح کرنا، کرانا یا پیغام بھیجنا	نکاح سے متعلق
جو شکار محرم کے لیے کیا گیا ہو اس سے بھی اجتناب کیا جائے	خشکی کا شکار کرنا یا کروانا	شکار سے متعلق

یہ حج کی صحت کو متاثر کرنے والی سنگین ممانعت ہے	مباشرت اور اس کے مقدمات	ازدواجی تعلق

ان ممنوعات کا تجزیہ کرنے سے ایک اور اصول بھی واضح ہوتا ہے کہ ممانعت کی بنیاد محرم کی شعوری پابندی ہے، زبردستی کی مشقت نہیں۔ اسی لیے روایات میں شدید ضرورت اور عذر کی صورتوں میں گنجائش کا بیان بھی ملتا ہے؛ مثلاً حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے واقعے میں سر کی تکلیف کی وجہ سے بال منڈوانے کی اجازت کے ساتھ فدیے کا حکم مذکور ہے جس میں روزے، صدقہ یا قربانی کی صورتیں بیان ہوئی ہیں (صحیح مسلم، کتاب الحج)۔ اس سے فقہ کا وہ سنہرا اصول سامنے آتا ہے کہ شریعت آسانی چاہتی ہے اور عذر کی صورت میں بدل کا نظام موجود ہے، مگر بدل کا تعین اپنی رائے سے نہیں بلکہ نص اور اہلِ علم کی رہنمائی سے ہو گا۔

ممنوعات کی حکمتیں اور شرعی ہدایات کا خلاصہ

اگر غور کیا جائے تو احرام کی تمام پابندیوں کے پیچھے چند مشترک حکمتیں نظر آتی ہیں۔ اول، خشوع و خضوع: جب انسان زیب و زینت، خوشبو اور پسندیدہ لباس چھوڑ دیتا ہے تو دل خود بخود اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ دوم، ضبطِ نفس کی تربیت: بھوک، تھکن اور ہجوم کے باوجود ممنوعات سے بچنا صبر اور خود کنٹرول کی عملی مشق ہے۔ سوم، آخرت کی یاد دہانی: دو سفید چادروں میں ملبوس انسان کو کفن اور میدانِ حشر کا منظر یاد آتا ہے۔ چہارم، مساوات و اخوت: نسل، زبان اور دولت کا امتیاز ختم ہو کر سب ایک صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ ان حکمتوں کی روشنی میں شرعی ہدایت یہ بنتی ہے کہ محرم زبان کی بھی حفاظت کرے، جھگڑے اور گناہ کی باتوں سے بچے، دوسرے حاجیوں کو تکلیف نہ دے اور ہر پابندی کو بوجھ سمجھنے کے بجائے قربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھ کر خوشی سے قبول کرے۔ یہ واضح رہے کہ ممنوعات کی جزئیات میں فقہی مکاتب کے درمیان بعض تفصیلی اختلافات موجود ہیں؛ یہ گائیڈ تعلیمی جائزہ پیش کرتی ہے اور کسی خاص معاملے میں فتویٰ اہلِ افتاء ہی دے سکتے ہیں۔

نتیجہ

حاصلِ کلام یہ ہے کہ یونٹ نمبر ایک کی احادیث احرام کو محض دو چادروں کا نام نہیں قرار دیتیں بلکہ اسے ایک مکمل تربیتی حالت ثابت کرتی ہیں جس کا آغاز نیت اور میقات سے ہوتا ہے، جس کی شناخت تلبیہ اور سادہ لباس ہے اور جس کی حفاظت ممنوعات سے اجتناب سے ہوتی ہے۔ مواقیت کا نظم، لباس کی سادگی، نکاح و شکار کی ممانعت اور عذر کی

صورت میں فدیے کی گنجائش، یہ سب مل کر شریعت کے توازن کو ظاہر کرتے ہیں کہ ایک طرف عبادت کی حرمت و تقدس ہے اور دوسری طرف بندے کی سہولت کا پورا خیال۔ طالب علم کے لیے اس یونٹ کا سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ حج کی قبولیت کا راز اعمال کی کثرت سے پہلے احرام کی حالت کو سنت کے مطابق گزارنے میں ہے، اور جو شخص احرام کے احکام سیکھ کر ان پر عمل کرتا ہے اس کا پورا حج شروع ہی سے منظم، پُرسکون اور روحانی طور پر بامعنی بن جاتا ہے۔

سوال نمبر 2: حجِ تمتع کا جامع عملی طریقہ کار (20 نمبر)

سوال نمبر 2: احادیث کی روشنی میں حجِ تمتع کے اہم احکام اور طریقۂ ادائیگی کو باہم مربوط کرتے ہوئے ایک حاجی کے لیے حجِ تمتع ادا کرنے کا جامع عملی طریقہ کار مرتب کریں، جس میں احرام، نیت، طواف، سعی، قیام، قربانی اور حلق یا قصر کے مراحل کو مناسب ترتیب سے واضح کیا گیا ہو۔ (20)

تعارف

حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے آخری رکن ہے جو استطاعت رکھنے والے مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہوتا ہے۔ صحیح مسلم کی کتاب الحج میں حج کی تینوں اقسام، افراد، قران اور تمتع کا بیان ملتا ہے اور حجۃ الوداع کے تفصیلی واقعات سے ہر قسم کا طریقہ واضح ہوتا ہے۔ تمتع کا لغوی معنی فائدہ اٹھانا ہے اور اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ حاجی حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کر کے احرام کھول دے اور پھر اسی سال آٹھ ذوالحجہ کو نئے احرام کے ساتھ حج ادا کرے؛ درمیان کے عرصے میں وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد رہ کر فائدہ اٹھاتا ہے اس لیے اسے تمتع اور ایسے حاجی کو متمتع کہتے ہیں۔ روایات کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حج کو عمرے میں تبدیل کر کے تمتع کی صورت اختیار کرنے کا حکم دیا اور متمتع پر ہدی یعنی قربانی لازم آئی، اور جو قربانی نہ پائے اس کے لیے حج کے دنوں میں تین روزے اور وطن واپس لوٹ کر سات روزے رکھنے کا بیان بھی روایات و قرآن کی تعلیم میں مذکور ہے۔ اس جواب میں ہم احرام، نیت، طواف، سعی، قیام، قربانی اور حلق و قصر سمیت تمام مراحل کو باہم مربوط اور ترتیب وار عملی طریقہ کار کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔

حج کی اقسام اور تمتع کی خصوصیات

طریقہ کار سمجھنے سے پہلے تینوں اقسام کا فرق جاننا ضروری ہے۔ افراد میں صرف حج کی نیت ہوتی ہے، قران میں عمرہ و حج کا ایک ہی احرام ہوتا ہے جبکہ تمتع میں عمرہ الگ احرام سے مکمل کر کے حاجی حلال ہو جاتا ہے اور حج کے لیے نیا احرام باندھتا ہے۔ آج کے دور میں پاکستان سمیت بیشتر ممالک کے حاجی عام طور پر تمتع ہی کرتے ہیں کیونکہ منیٰ کے قیام سے پہلے مکہ میں کئی دن گزارنے پڑتے ہیں اور اتنے طویل عرصے احرام کی پابندیوں میں رہنا دشوار ہوتا ہے۔ تمتع کی دو نمایاں خصوصیات ہیں: ایک یہ کہ اس میں دو طواف و سعی الگ الگ ہوتے ہیں، عمرے کا طواف و سعی اور حج کا طوافِ افاضہ و سعی۔ دوسری یہ کہ متمتع پر بطورِ شکر ہدی لازم آتی ہے کیونکہ اس نے ایک ہی سفر میں دو عبادتیں آسانی کے ساتھ مکمل کی ہیں۔ ذیل میں مراحل وار طریقہ کار پیش کیا جاتا ہے جس کی تصویری ترتیب بھی ساتھ دی گئی ہے۔

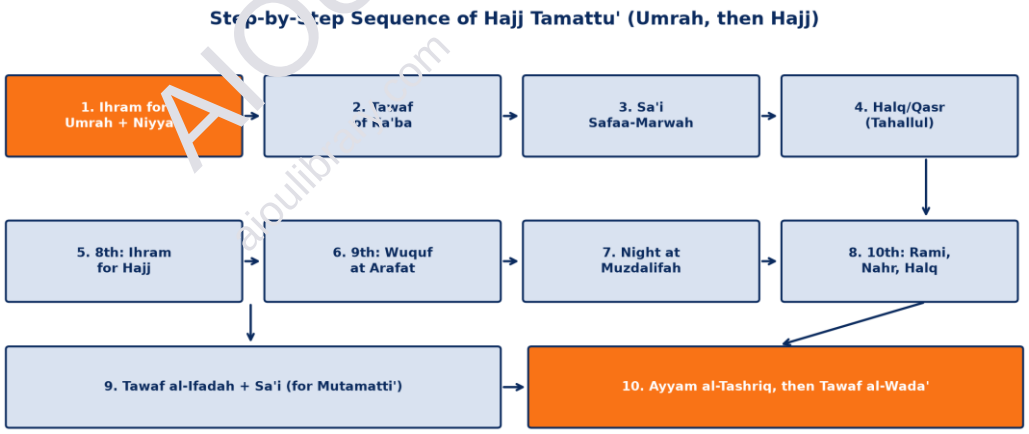

تصویر 1: حجِ تمتع کے مراحل کی ترتیب — پہلے عمرہ، پھر آٹھ ذوالحجہ سے حج کے ارکان

پہلا مرحلہ: عمرے کا احرام، نیت اور طواف و سعی

متمتع جب میقات پر پہنچے یا ہوائی سفر کی صورت میں میقات کی محاذات سے پہلے احرام کی تیاری کرے تو غسل کرے، خوشبو بدن پر لگائے، مرد ازار و چادر پہنے اور عمرے کی نیت کر کے تلبیہ کہے۔ نیت کا مفہوم دل میں یہ ارادہ ہے کہ وہ اللہ کے لیے عمرہ ادا کر رہا ہے۔ مکہ پہنچ کر سب سے پہلے طواف کرے گا؛ خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگائے جائیں گے

جن میں پہلے تین چکروں میں مردوں کے لیے رمل یعنی اکڑ کر تیز چال اور پورے طواف میں اضطباع یعنی دائیں کندھے کا کھلا رکھنا مسنون اعمال میں شمار ہوتا ہے۔ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت ادا کی جائیں گی۔ پھر صفا و مروہ کے درمیان سات چکر سعی کی جائے گی جس کا آغاز صفا سے ہوتا ہے اور اختتام مروہ پر۔ سعی کے بعد مرد حلق یا قصر کرائے گا اور خواتین اپنے بالوں کے سرے سے تھوڑا سا کاٹیں گی؛ اس عمل سے عمرہ مکمل ہو جاتا ہے اور متمتع احرام سے نکل کر عام زندگی کی تمام حلال چیزوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

دوسرا مرحلہ: یوم الترویہ اور منیٰ کا قیام

آٹھ ذوالحجہ کو یوم الترویہ کہتے ہیں۔ اس دن متمتع اپنی قیام گاہ سے غسل کر کے حج کا احرام باندھے گا حج کی نیت کرے گا اور تلبیہ کہتا ہوا منیٰ کی طرف روانہ ہو گا۔ منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور اگلے دن کی فجر کی نمازیں اپنے اپنے وقت پر قصر کے ساتھ ادا کرنا سنتِ نبوی سے ثابت شدہ عمل ہے۔ روایات کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں نمازیں قصر ادا فرمائیں (صحیح مسلم، کتاب الحج)۔ منیٰ کا یہ قیام حاجی کو آئندہ بڑے دنوں کے لیے ذہنی و روحانی طور پر تیار کرتا ہے؛ یہاں اسے چاہیے کہ تلبیہ، ذکر اور دعا میں وقت گزارے، اگلے دن کے وقوفِ عرفہ کی تیاری کرے اور آرام بھی کرے تاکہ عرفات میں عبادت کی طاقت باقی رہے۔ نکتہ یہ ہے کہ یوم الترویہ سے حج کے اصل ارکان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اب احرام کی تمام پابندیاں دوبارہ لاگو ہو جاتی ہیں۔

تیسرا مرحلہ: وقوفِ عرفہ، مزدلفہ کی رات اور قیام

نو ذوالحجہ حج کا سب سے عظیم دن ہے۔ زوال کے بعد حاجی عرفات کے میدان میں وقوف کرے گا جو حج کا رکنِ اعظم ہے؛ روایت کا مفہوم ہے کہ حج عرفہ ہی ہے یعنی جس کا وقوف چھوٹ گیا اس کا حج رہ گیا۔ عرفات میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع تقدیم کے ساتھ قصر ادا کی جاتی ہیں اور غروبِ آفتاب تک حاجی دعا، استغفار، تلبیہ اور ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ یہ وقوف درحقیقت وہ قیام ہے جس کی طرف سوال میں اشارہ کیا گیا ہے؛ بندہ دنیا کے ہر سہارے سے کٹ کر اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ غروب کے بعد حاجی سکون و وقار کے ساتھ مزدلفہ روانہ ہوتا ہے، وہاں مغرب و عشاء جمع تاخیر کے ساتھ ادا کرتا ہے اور رات مزدلفہ میں گزارتا ہے جو واجباتِ حج میں سے ہے۔ فجر کی نماز کے بعد

کچھ دیر ذکر و دعا کر کے سورج طلوع ہونے سے پہلے منیٰ کی طرف روانگی ہوتی ہے۔ اسی دوران رمی کے لیے کنکریاں بھی جمع کی جاتی ہیں جن کی تعداد اور حکم کی تفصیل اہلِ علم سے معلوم کرنا چاہیے۔

چوتھا مرحلہ: یوم النحر — رمی، قربانی اور حلق یا قصر

دس ذوالحجہ کو یوم النحر کہتے ہیں جس کے اعمال کی تفصیل اگلے سوال میں آئے گی، تاہم طریقہ کار کی تکمیل کے لیے یہاں اس کا خلاصہ ضروری ہے۔ حاجی منیٰ پہنچ کر جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں مارتا ہے اور تلبیہ کہنا بند کر دیتا ہے، پھر ہدی کی قربانی کرتا ہے جو متمتع پر واجب ہے، اس کے بعد حلق یعنی سر منڈوانا یا قصر یعنی بال چھوٹے کروانا انجام دیتا ہے؛ روایات میں حلق کرانے والوں کے لیے دعائے مغفرت کا خاص تذکرہ ملتا ہے اس لیے حلق افضل سمجھا جاتا ہے، جبکہ خواتین صرف قصر پر اکتفا کریں گی۔ حلق و قصر کے بعد التحلل الاول حاصل ہو جاتا ہے یعنی مباشرت کے سوا احرام کی باقی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں اور حاجی عام لباس پہن سکتا ہے۔ اس دن یا ایامِ تشریق کے اندر مکہ جا کر طوافِ افاضہ کرنا فرض ہے جو حج کا رکن ہے، اور متمتع اس طواف کے بعد حج کی سعی بھی کرے گا کیونکہ اس کی پہلی سعی عمرے کی تھی۔ طوافِ افاضہ کے بعد مکمل تحلل حاصل ہو جاتا ہے۔

جدول 2: حجِ تمتع کے مراحل اور ان کا حکم

دن / مرحلہ	عمل	حکم / حیثیت
میقات تا مکہ	عمرے کا احرام، نیت، تلبیہ	عمرے کا آغاز، احرام لازم
مکہ آمد پر	طواف، دو رکعت، سعی، حلق / قصر	عمرہ مکمل، حاجی حلال ہو جاتا ہے
8 ذوالحجہ	حج کا احرام، منیٰ میں قیام و نمازیں	سنت کے مطابق حج کا آغاز
9 ذوالحجہ	وقوفِ عرفہ، رات مزدلفہ میں	وقوف رکنِ اعظم، مزدلفہ واجب
10 ذوالحجہ	رمی، قربانی، حلق / قصر، طوافِ افاضہ و سعی	قربانی متمتع پر واجب، طواف فرض

ایامِ تشریق کے واجبات	منیٰ قیام، تینوں جمرات کی رمی	11 تا 13 ذوالحجہ
حج کا آخری واجب عمل	طوافِ وداع	مکہ سے رخصتی

پانچواں مرحلہ: ایامِ تشریق اور طوافِ وداع

طوافِ افاضہ کے بعد حاجی منیٰ واپس آتا ہے اور گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کی راتیں منیٰ میں گزارتا ہے، یہ ایامِ تشریق ہیں۔ ان دنوں زوال کے بعد تینوں جمرات کو ترتیب سے سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں اور پہلے و درمیانی جمرے کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرنا سنّی روایات سے ثابت ہے۔ جو حاجی بارہ تاریخ کے بعد غروب سے پہلے منیٰ سے نکل آئے اس کے لیے روایات و قرآن کی تعلیم میں گنجائش مذکور ہے، جبکہ تیرہ تک رکنا افضل عمل ہے۔ آخر میں مکہ سے رخصت ہوتے وقت طوافِ وداع کیا جاتا ہے جو حاجی کا خانہ کعبہ سے آخری عہد ہوتا ہے۔ عملی رہنمائی یہ ہے کہ حاجی ہر مرحلے کی ترتیب پہلے سے لکھی ہوئی اپنے پاس رکھے، گروپ کے معلم سے رابطے میں رہے، ہجوم میں بزرگوں و خواتین کا خاص خیال رکھے اور کسی مرحلے میں غلطی ہو جائے تو گھبراہٹ کے بجائے اہلِ علم سے مسئلہ پوچھے، کیونکہ مسائل کی بعض جزئیات میں فقہی اختلاف پایا جاتا ہے جن کا فیصلہ مستند علماء ہی کر سکتے ہیں۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ حجِ تمتع دو مرحلوں پر مشتمل ایک منظم عبادت ہے: پہلے عمرہ جس میں احرام، نیت، طواف، سعی اور حلق و قصر کے بعد حاجی حلال ہو جاتا ہے، اور پھر آٹھ ذوالحجہ سے حج جس میں منیٰ کا قیام، وقوفِ عرفہ، مزدلفہ کی رات، یوم النحر کی رمی، قربانی و حلق، طوافِ افاضہ و سعی، ایامِ تشریق کی رمی اور طوافِ وداع شامل ہیں۔ احادیث کی روشنی میں جب ان مراحل کو باہم مربوط ترتیب سے ادا کیا جائے تو حاجی الجھن سے بچتا ہے اور ہر رکن و واجب اپنے وقت پر ادا ہوتا ہے۔ یہی مربوط طریقہ کار اس سوال کا تقاضا تھا، اور اسی ترتیب کی پابندی سنتِ نبوی کی پیروی اور حج کی قبولیت کی امید کی بہترین صورت ہے۔

سوال نمبر 3: یوم النحر کے اعمال — ترتیب، اہمیت اور باہمی تعلق (20 نمبر)

سوال نمبر 3: یوم النحر کے اعمال سے متعلق احادیث کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہوئے ان اعمال کی ترتیب، اہمیت اور باہمی تعلق واضح کریں۔ (20)

تعارف

ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو یوم النحر یعنی قربانی کا دن کہا جاتا ہے۔ یہ دن حج کے اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ مصروف اور فقہی اعتبار سے سب سے زیادہ بحث طلب دن ہے، کیونکہ اس ایک دن میں حاجی کو کئی بڑے اعمال انجام دینے ہوتے ہیں: جمرہ عقبہ کی رمی، ہدی کی قربانی، حلق یا قصر، طوافِ افاضہ اور متمتع و قارن کے لیے سعی۔ صحیح مسلم کی کتاب الحج میں حجۃ الوداع کے بیان میں ان اعمال کی وہ ترتیب محفوظ ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عمل فرمایا، اور ساتھ ہی ان لوگوں کے بارے میں آپ کی رہنمائی بھی مذکور ہے جن سے اعمال آگے پیچھے ہو گئے تھے۔ اس سوال میں ہم ان احادیث کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہوئے ہر عمل کی اہمیت، پوری ترتیب کو اور اعمال کے باہمی تعلق کو واضح کرتے ہیں، تاکہ یہ بھی معلوم ہو کہ ترتیب کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کہاں گنجائش پائی جاتی ہے۔

یوم النحر کے اعمال اور ان کی ترجیحی ترتیب

روایات کے مجموعے سے جو ترتیب ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے: سب سے پہلے رمی، پھر قربانی، پھر حلق یا قصر اور پھر طوافِ افاضہ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طویل روایت میں حجۃ الوداع کا مفصل بیان ہے جس کا مفہوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے منیٰ تشریف لائے، جمرہ عقبہ کو سواری پر سوار ہو کر سات کنکریاں ماریں، پھر قربان گاہ جا کر ہدی کے جانور ذبح فرمائے، اس کے بعد سر کے بال منڈوائے اور پھر سوار ہو کر مکہ پہنچے اور طوافِ افاضہ ادا فرما کر ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی)۔ یہ ترتیب محض اتفاقی نہیں بلکہ اس کے پیچھے عملی حکمتیں ہیں جن کا بیان آگے آئے گا۔ ذیل کی تصویر اسی تسلسل کو ظاہر کرتی ہے۔

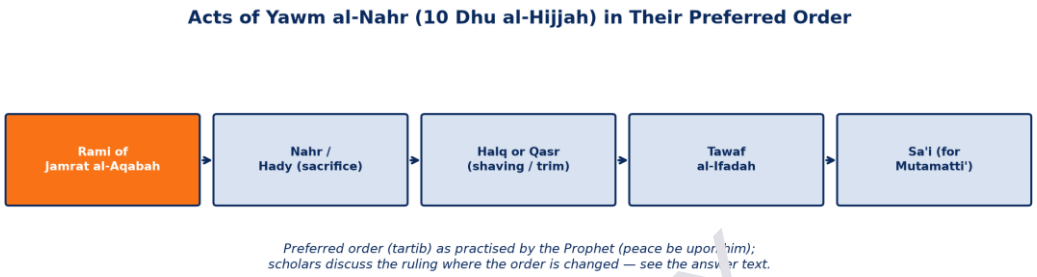

تصویر 2: یوم النحر کے اعمال کی ترجیحی ترتیب

پہلا عمل: جمرہ عقبہ کی رمی اور اس کی اہمیت

یوم النحر کو صرف بڑے جمرے یعنی جمرہ عقبہ کی رمی کی جاتی ہے۔ سورج طلوع ہونے کے بعد سے اس کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سات کنکریاں یکے بعد دیگرے ہاتھ اٹھا کر ماری جاتی ہیں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی جاتی ہے۔ رمی کا عمل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد گار اور شیطان کی مخالفت کا علامتی اظہار ہے؛ حاجی گویا اعلان کرتا ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کی راہ میں ہر وسوسے کو ٹھکرا رہا ہے۔ رمی ہی وہ پہلا عمل ہے جس کے بعد تلبیہ بند کر دیا جاتا ہے، گویا اب لبیک کی پکار عملی اطاعت کے مرحلے میں داخل ہو گئی ہے۔ تجزیاتی نکتہ یہ ہے کہ رمی کا پہلے ہونا اس لیے بھی مناسب ہے کہ یہ منیٰ ہی میں ادا ہوتا ہے اور حاجی مزدلفہ سے آ کر سب سے پہلے اسی فریضے سے فارغ ہوتا ہے، پھر منیٰ ہی میں موجود قربان گاہ کی طرف بڑھتا ہے۔ کمزور، بوڑھوں اور خواتین کے لیے رات یا بھیڑ کم ہونے کے اوقات میں رمی کی گنجائش کے بارے میں اہلِ علم نے روایات کی روشنی میں تفصیل بیان کی ہے جو عملی صورت میں معلم یا مفتی سے معلوم کرنی چاہیے۔

دوسرا عمل: قربانی (ہدی) اور حلق یا قصر

رمی کے بعد دوسرا عمل ہدی کی قربانی ہے۔ متمتع اور قارن پر ہدی واجب ہے جبکہ مفرد پر مستحب حیثیت رکھتی ہے۔ قربانی بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم سنت کی یاد ہے جس میں بندہ اپنی محبوب چیز اللہ کی راہ میں پیش کرنے کا عہد تازہ کرتا ہے۔ حجۃ الوداع کی روایات میں قربانی کے جانوروں کی کثرت اور ان کے گوشت کی تقسیم کا تذکرہ بھی

ملتا ہے جس سے یہ سبق نکلتا ہے کہ عبادت کا فائدہ محتاجوں تک پہنچنا بھی مقصود ہے۔ قربانی کے بعد تیسرا عمل حلق یا قصر ہے؛ حلق میں پورا سر منڈوایا جاتا ہے اور قصر میں بال چھوٹے کرائے جاتے ہیں۔ صحیح مسلم کی روایت کا مفہوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کرانے والوں کے لیے بار بار دعائے مغفرت فرمائی اور قصر کرانے والوں کو بھی اس دعا میں شامل فرمایا، جس سے حلق کی فضیلت واضح ہوتی ہے (صحیح مسلم، کتاب الحج)۔ حلق و قصر کے بعد التحلل الاول حاصل ہوتا ہے یعنی حاجی عام لباس پہن سکتا ہے اور خوشبو لگا سکتا ہے، صرف ازدواجی تعلق طوافِ افاضہ تک موخر رہتا ہے۔ اس ترتیب کی حکمت یہ ہے کہ قربانی سے پہلے بال کٹوانا جانور کی پیش کش سے قبل اپنی زینت اتارنے کے مترادف عمل کی ترتیب کو الٹ دے گا، جبکہ سنت ترتیب میں پہلے اللہ کے حضور پیش کش، پھر اپنی ظاہری ہیئت کی تبدیلی آتی ہے۔

چوتھا عمل: طوافِ افاضہ اور سعی

یوم النحر کا آخری بڑا عمل طوافِ افاضہ ہے جسے طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں۔ یہ حج کے ارکان میں سے ہے، اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔ اسی لیے اسے یوم النحر کو ادا کرنا افضل ہے، تاہم ایامِ تشریق کے اندر اس کی ادائیگی کی گنجائش روایات و فقہ میں مذکور ہے۔ متمتع اس طواف کے بعد سعی بھی کرے گا جبکہ مفرد و قارن اگر طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کر چکے ہوں تو ان کے لیے یہ سعی دوبارہ لازم نہیں آتی۔ طوافِ افاضہ مکمل ہوتے ہی مکمل تحلل حاصل ہو جاتا ہے اور احرام کی آخری پابندی بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اس عمل کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یوم النحر کے تمام اعمال کی تکمیل کا نقطہ یہی طواف ہے؛ رمی سے آغاز ہوتا ہے، قربانی و حلق سے درمیانی مرحلے طے ہوتے ہیں اور طواف پر آ کر حاجی گویا اپنے رب کے گھر میں حاضری کے ساتھ حج کے ارکان مکمل کرتا ہے۔ اس کے بعد حاجی منیٰ واپس لوٹتا ہے تاکہ ایامِ تشریق کی راتیں وہیں گزارے۔

ترتیب کی شرعی حیثیت اور باہمی تعلق کا تجزیہ

اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ اعمال آگے پیچھے ہو جائیں تو حکم کیا ہے۔ صحیح مسلم کی روایات کا مفہوم ہے کہ حجۃ الوداع میں یوم النحر کو مختلف لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے؛ کسی نے کہا کہ میں نے قربانی سے پہلے حلق کرا لیا، کسی نے کہا کہ میں نے رمی سے پہلے قربانی کر دی، تو آپ نے ہر ایک کو فرمایا کہ اب کر لو، کوئی حرج نہیں (صحیح مسلم، کتاب الحج)۔ ان روایات سے علماء نے یہ اصول اخذ کیا کہ یوم النحر کے ان اعمال میں ترتیب کی پابندی افضل و سنت ہے، مگر تقدیم و تاخیر سے حج فاسد نہیں ہوتا۔ تاہم اس گنجائش

کو لاپروائی کا جواز نہیں بنانا چاہیے، کیونکہ بعض اعمال مثلاً طوافِ افاضہ کے بغیر مکمل تحلل نہیں ہوتا اور رمی کے اوقات اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں۔ باہمی تعلق پر غور کریں تو یہ اعمال ایک روحانی سفر کی منزلیں نظر آتے ہیں: رمی میں دشمنِ خدا کی مخالفت، قربانی میں جان و مال کی پیش کش، حلق میں انانیت و غرور کا اتارنا اور طواف میں مرکزِ توحید کے گرد پروانہ وار گردش۔ اسی لیے محدثین و فقہاء نے یوم النحر کو حج کا خلاصہ قرار دیا ہے۔ جزئی مسائل مثلاً کسی عمل کے چھوٹ جانے پر دم وغیرہ کا فیصلہ مستند مفتی ہی کر سکتا ہے، اس گائیڈ کا مقصد صرف تعلیمی تجزیہ ہے۔

نتیجہ

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یوم النحر کے اعمال ایک سوچی سمجھی ترتیب میں باہم مربوط ہیں: رمی، قربانی، حلق یا قصر اور طوافِ افاضہ و سعی۔ حجۃ الوداع کی احادیث اس ترتیب کو سنت کے طور پر ثابت کرتی ہیں اور ساتھ ہی تقدیم و تاخیر پر نرمی کی روایات شریعت کی وسعت و رحمت کو ظاہر کرتی ہیں۔ اہمیت کے اعتبار سے طوافِ افاضہ رکن ہونے کی وجہ سے سب سے نمایاں ہے، رمی و قربانی واجبات میں نمایاں ہیں اور حلق تحلل کا ذریعہ ہے۔ جو حاجی اس ترتیب، اہمیت اور باہمی تعلق کو سمجھ کر عمل کرتا ہے وہ یوم النحر کی بھیڑ اور تھکن کے باوجود اطمینان سے اپنے اعمال مکمل کرتا ہے اور اس کا یہ دن واقعی اس کے حج کی روحانی بلندی کا دن بن جاتا ہے۔

سوال نمبر 4: مدینہ منورہ اور اہلِ مدینہ کے فضائل — جامع نوٹ (20 نمبر)

سوال نمبر 4: مدینہ منورہ اور اہلِ مدینہ کے فضائل سے متعلق احادیث کو باہم مربوط کرتے ہوئے مدینہ منورہ کی دینی، روحانی اور تاریخی اہمیت پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

(20)

تعارف

مدینہ منورہ اسلام کا وہ مبارک شہر ہے جہاں ہجرت کے بعد اسلام کی پہلی منظم ریاست قائم ہوئی، مسجدِ نبوی تعمیر ہوئی اور وحی کی روشنی میں ایک مکمل معاشرہ وجود میں آیا۔ صحیح مسلم کی کتاب الحج کے آخری ابواب میں مدینہ کے فضائل پر خاص باب قائم کیے گئے ہیں جن میں اس شہر کے حرم ہونے، یہاں کی نماز کی فضیلت، اہلِ مدینہ سے محبت اور ان کے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا بیان ملتا ہے۔ ان احادیث کو باہم مربوط کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ محض ایک تاریخی شہر نہیں بلکہ ایمان کا گہوارہ، محبتِ رسول کا مرکز اور قیامت تک مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن ہے۔ اس جواب میں ہم ان فضائل کو مربوط انداز میں بیان کرتے ہوئے مدینہ منورہ کی دینی، روحانی اور تاریخی اہمیت پر جامع نوٹ پیش کرتے ہیں۔

مدینہ کا حرم ہونا اور اس کی حرمت

فضائل کی بنیاد یہ ہے کہ مکہ کی طرح مدینہ بھی حرم ہے۔ صحیح مسلم کی روایات کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو اس کی دو حرہ یعنی سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان حرم قرار دیا؛ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، اس میں خون نہ بہایا جائے اور یہاں اسلحہ اٹھا کر لڑائی نہ کی جائے (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینہ)۔ بعض روایات میں مدینہ کی حدود کے لیے عیر اور ثور پہاڑوں اور بعض میں لابہ یعنی حرہ کی حدود کا ذکر آتا ہے جن سے مراد اس شہر کی چاروں سمتوں کی حرمت کا تعین ہے۔ تجزیاتی اعتبار سے حرم کا یہ درجہ مدینہ کو عبادت و امن کا مرکز بناتا ہے؛ جس طرح مکہ کا حرم ہر مخلوق کے لیے پناہ گاہ ہے اسی طرح مدینہ میں بھی اہل و عیال، پرندے اور درخت تک امن پاتے ہیں۔ اس سے ماحول کی حفاظت، امنِ عامہ اور شہر کی تقدیس کا وہ تصور ملتا ہے جو جدید دنیا میں محفوظ علاقوں کے تصور سے بہت بلند اور ایمان سے جڑا ہوا ہے۔

مسجدِ نبوی اور روضہ کی فضیلت

مدینہ کی سب سے بڑی دینی فضیلت مسجدِ نبوی ہے۔ صحیح مسلم کی روایت کا مفہوم ہے کہ مسجدِ نبوی میں ایک نماز مسجدِ حرام کے سوا دیگر مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے (صحیح مسلم، کتاب الحج)۔ اسی طرح روایات میں منبر اور حجرہ مبارکہ کے درمیانی حصے کو جنت کے باغات میں سے ایک باغ قرار دیا گیا ہے جسے عام طور پر ریاض الجنہ کہا جاتا ہے۔

زائر کی شریعت پسند صورت یہ ہے کہ وہ ادب و سکون کے ساتھ مسجد میں حاضر ہو، تحیۃ المسجد ادا کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پیش کرے۔ محدثین نے زیارت کے آداب میں آواز بلند نہ کرنا، ہجوم میں دھکم پیل سے بچنا اور نماز و دعا میں خشوع اختیار کرنا شامل کیا ہے۔ روحانی اعتبار سے مسجدِ نبوی میں گزرا ہوا ہر لمحہ اس لیے قیمتی ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں تیئس سالہ نبوی دور کے آخری بیس سال گزرے، جہاں صحابہ کی جماعت تیار ہوئی اور جہاں آج بھی دنیا بھر کے مسلمان محبت کی کشش سے کھنچے چلے آتے ہیں۔

اہلِ مدینہ کے فضائل اور ان کے حق میں دعائیں

احادیث میں اہلِ مدینہ کے لیے بھی نمایاں فضائل مذکور ہیں۔ روایات کا مفہوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لیے برکت کی دعا فرمائی؛ ان کے پیمانوں اور روزمرہ رزق میں برکت کی التجا کی اور ارشاد کا مفہوم ہے کہ جو شخص اہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اسے اللہ اسی طرح گھلا دے گا جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ ودعاء النبی فیھا بالبرکۃ)۔ انصارِ مدینہ کی قربانیاں اس فضیلت کی عملی بنیاد ہیں؛ انہوں نے مہاجر بھائیوں کو گھروں، باغات اور دلوں میں جگہ دی اور اسلام کی نشوونما کی راہ ہموار کی۔ مدینہ میں موت کی فضیلت کے بارے میں بھی روایات میں ترغیب ملتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص مدینہ میں وفات پا سکے وہ کوشش کرے کیونکہ وہاں وفات پانے والے کے لیے شفاعت کی خوشخبری مذکور ہے؛ ان مباحث کی تفصیل و تحقیق محدثین کی کتب میں دیکھی جا سکتی ہے۔ باہم مربوط جائزہ یہ دکھاتا ہے کہ شہر اور اہلِ شہر کی فضیلت الگ الگ نہیں، شہر کی برکت اہل کی نیکی سے اور اہل کی عزت اس شہر سے وابستگی سے جڑی ہوئی ہے۔

مدینہ کی تاریخی اہمیت

تاریخی اعتبار سے مدینہ جس کا پرانا نام یثرب تھا ہجرت کے بعد مدینۃ النبی کہلایا اور دنیا کی تاریخ بدلنے کا نقطہ بنا۔ یہیں میثاقِ مدینہ کے ذریعے کثیر المذہبی معاشرے میں شہری حقوق کی پہلی تحریری دستاویز وجود میں آئی، یہیں مسجدِ قبا اور مسجدِ نبوی نے عبادت و تنظیم کے مراکز قائم کیے، یہیں سے بدر، احد اور خندق جیسے فیصلہ کن مراحل گزرے اور یہیں سے دعوتی وفود اور خطوط کے ذریعے اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچا۔ مدینہ کے گرد احد پہاڑ ہے جس کے بارے میں روایت کا مفہوم ہے کہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس

سے محبت کرتے ہیں (صحیح مسلم، کتاب الحج)۔ بقیع کا قبرستان اور شہدائے احد کے مزارات اس تاریخ کی زندہ نشانیاں ہیں جن کی زیارت میں عبرت و موعظت مقصود ہوتی ہے، نہ کہ محض سیاحت۔ اس لیے مدینہ کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے سیرت کا مطالعہ ضروری ہے، کیونکہ اس شہر کی ہر گلی کسی نہ کسی نبوی واقعے کی گواہ ہے۔

جدول 3: مدینہ منورہ کی اہمیت کے تین پہلو

پہلو	نمایاں خصوصیات	ماخذ / باب
دینی	حرم ہونا، درخت و شکار کی حرمت، امن کا مرکز	صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینہ
روحانی	مسجدِ نبوی کی نماز، ریاض الجنہ پر کی دعائیں	صحیح مسلم، کتاب الحج
تاریخی	ہجرت، پہلی اسلامی ریاست، میثاقِ مدینہ، غزوات	سیرت و صحیح مسلم، کتاب الحج
اہلِ مدینہ	انصار کی قربانی، اہل سے بدسلوکی پر وعید	صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینہ

مدینہ سے محبت اور زائر کے لیے عملی رہنمائی

ان تمام فضائل کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان کے دل میں مدینہ کی محبت ایمان کا حصہ بن جاتی ہے۔ روایات میں مدینہ کی طرف ہجرت کی ترغیب اور فتنوں کے زمانے میں بھی اس شہر کے ایمان کے مرکز رہنے کا بیان آیا ہے۔ زائر کے لیے عملی رہنمائی یہ ہے کہ وہ مدینہ کے قیام کو فضول باتوں اور بازاروں کی سیر میں ضائع نہ کرے بلکہ پانچوں نمازیں مسجدِ نبوی میں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرے، مسجدِ قبا کی زیارت کا اہتمام کرے، بقیع اور شہدائے احد کی زیارت سنت کے دائرے میں رہ کر کرے، اہلِ مدینہ کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آئے اور شہر کی حرمت کا ہر صورت لحاظ رکھے۔ زیارت کے آداب کی جزئیات میں اہلِ علم کی آراء کی تفصیل موجود ہے، اس لیے طالب علم کو چاہیے کہ متنازعہ جزئیات میں اپنے معلم و مستند علماء کی رہنمائی لے اور محبت کو سنت کی پیروی کے ساتھ جوڑے، کیونکہ اصل فضیلت اتباع میں ہے محض دعوے میں نہیں۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ صحیح مسلم کی احادیث مدینہ منورہ کو ایک ساتھ تین حیثیتوں سے پیش کرتی ہیں: دینی حیثیت سے یہ حرم و مسجدِ نبوی کا شہر ہے، روحانی حیثیت سے یہ برکت، محبت اور سکون کا مرکز ہے، اور تاریخی حیثیت سے یہ ہجرت، ریاست اور دعوتِ اسلام کا نقطہ آغاز ہے۔ اہلِ مدینہ کے فضائل ان تینوں پہلوؤں کو مکمل کرتے ہیں کیونکہ شہر کی رونق اس کے باسیوں کی قربانی سے قائم ہوئی۔ جو طالب علم ان احادیث کو باہم مربوط کر کے پڑھتا ہے اس کے سامنے مدینہ ایک ایسی مکمل تصویر بن کر آتا ہے جس میں عقیدہ، عبادت، اخلاق اور تاریخ ایک ہی تسبیح کے دانوں کی طرح پروئے ہوئے ہیں، اور یہی مربوط فہم اس سوال کا اصل مقصد ہے۔

سوال نمبر 5: حج و عمرہ کے لیے جامع عملی رہنمائی (20 نمبر)

سوال نمبر 5: حج و عمرہ سے متعلق احادیث و احکام کی روشنی میں ایک حاجی کے لیے جامع عملی رہنمائی مرتب کریں، جس میں یوم عرفہ کی فضیلت سے استفادہ، دورانِ حج مسنون دعاؤں کا اہتمام، عذر کی صورت میں حجِ بدل کی شرعی صورت اور مسجدِ قباء کی زیارت کے آداب و فضائل کو باہم مربوط کرتے ہوئے ہر معاملے کے لیے مناسب شرعی طریقہ کار واضح کیا گیا ہو۔ (20)

تعارف

حج و عمرہ محض مناسک کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ ایمان، دعا اور قربانی سے بھرا ہوا ایک مکمل روحانی سفر ہے۔ صحیح مسلم کی کتاب الحج میں جہاں ارکان و واجبات کا بیان ہے وہیں یوم عرفہ کی فضیلت، دعا کی قبولیت، حج کی تکمیل پر گناہوں کی معافی اور مدینہ و مسجدِ قبا کے فضائل بھی مذکور ہیں۔ بعض اوقات حاجی مناسک کی ترتیب تو یاد کر لیتا ہے مگر اس سفر کی اصل روح یعنی دعا، حضورِ قلب اور سنت کے مطابق زیارت سے غافل رہ جاتا ہے، اور بعض صورتوں میں بڑھاپا یا بیماری کی وجہ سے سفر ہی ممکن نہیں رہتا تو حجِ بدل کا مسئلہ سامنے آتا ہے۔ اس سوال میں ہم چار منتخب معاملات، فضیلتِ عرفہ سے استفادہ، مسنون دعاؤں کا اہتمام، حجِ بدل کی شرعی صورت اور مسجدِ قبا کی زیارت، کو باہم مربوط کر کے ایک

حاجی کے لیے جامع عملی رہنمائی مرتب کرتے ہیں تاکہ ہر معاملے کا مناسب شرعی طریقہ کار واضح ہو جائے۔ واضح رہے کہ یہ رہنمائی تعلیمی ہے؛ کسی خاص شخص کے عذر یا حج بدل کی صحت کا حتمی فیصلہ اس کی مکمل صورت حال دیکھ کر مستند علماء ہی کر سکتے ہیں۔

یومِ عرفہ کی فضیلت اور اس سے استفادے کا طریقہ کار

نو ذوالحجہ کا دن حج کا سب سے عظیم دن ہے۔ صحیح مسلم کی روایت کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ یوم عرفہ سے زیادہ کسی دن بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں کرتا اور وہ فرشتوں کے سامنے عرفات والوں پر فخر کا اظہار فرماتا ہے (صحیح مسلم، کتاب الحج)۔ اس دن کے بارے میں غیر حاجی کے لیے روایت میں پچھلے اور اگلے سال کے گناہوں کی معافی کی امید دلائی گئی ہے، جبکہ حاجی عرفات میں وقوف و دعا میں مشغول رہتا ہے۔ استفادے کا عملی طریقہ کار یہ ہے کہ حاجی اس دن سے پہلے رات اچھی نیند لے، فجر کے بعد سے ذہن کو یکسو کرے، زوال کے بعد وقوف کی حدود میں رہے، خطبہ و نماز کے بعد غروب تک کھڑے یا بیٹھے ہاتھ اٹھا کر دعا کرے، اپنے، والدین، اہل خانہ، اساتذہ اور پوری امت کے لیے دعائیں مانگے اور گناہوں کی معافی پر خاص توجہ دے۔ اس دن موبائل، تصویروں اور بازار کی بھیڑ سے بچنا ہی اصل کامیابی ہے، کیونکہ یہ چند گھنٹے پوری زندگی کی مغفرت کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

دورانِ حج مسنون دعاؤں کا اہتمام

حج کے ہر مرحلے کی مسنون دعاؤں اور اذکار کا اہتمام اس سفر کو زندہ عبادت بنا دیتا ہے۔ روایات سے معلوم ہونے والے مناسب مواقع یہ ہیں: احرام کے بعد تلبیہ کی کثرت، طواف کے چکروں میں ذکر و دعا اور رکنِ یمانی و حجرِ اسود کے درمیان وہ معروف دعا جس کا مفہوم دنیا و آخرت کی بھلائی کا سوال ہے، صفا و مروہ پر چڑھ کر قبلہ رخ ہو کر توحید کا اقرار و دعا، عرفات میں لامحدود دعا و استغفار، مزدلفہ میں مشعرِ حرام کے قریب ذکر، رمی کے بعد پہلے و درمیانی جمرے پر دعا اور ایامِ تشریق میں تکبیرات کا اہتمام۔ ان مواقع کی دعاؤں کے الفاظ چونکہ روایات میں متنوع ہیں، اس لیے حاجی کو چاہیے کہ مستند دعاؤں کی کتاب یا معلم سے صحیح الفاظ سیکھ کر اپنے پاس رکھے؛ اس گائیڈ میں دعاؤں کا مفہوم

بیان کیا گیا ہے، الفاظ کے لیے مستند ماخذ سے رجوع لازم ہے۔ عملی نسخہ یہ ہے کہ حاجی دعاؤں کی ایک ذاتی فہرست بنالے، قبولیت کے اوقات کی ترتیب نوٹ کر لے اور دعا میں جلد بازی کے بجائے الحاح و گریہ کو اپنائے، کیونکہ حج کی دعاؤں کی قبولیت کی خوشخبری روایات میں خاص طور پر مذکور ہے۔

عذر کی صورت میں حجِ بدل کی شرعی صورت

جو شخص خود حج کرنے کی جسمانی یا مستقل استطاعت نہ رکھتا ہو، مثلاً ایسا مریض جس کے صحت یاب ہونے کی امید نہ ہو یا انتہائی ضعیف العمر شخص، یا وہ شخص جو فوت ہو چکا ہو اور اس پر حج فرض تھا، اس کی طرف سے دوسرے کا حج کرنا حجِ بدل کہلاتا ہے۔ صحیح مسلم اور دیگر کتبِ حدیث کی روایات کا مفہوم ہے کہ ایک خاتون نے اپنے بوڑھے والد کے بارے میں دریافت کیا جو سواری پر بھی ٹھہر نہیں سکتے تھے تو انہیں والد کی طرف سے حج کرنے کی اجازت دی گئی، اور اسی طرح فوت شدہ والدہ کی طرف سے حج کے سوال پر اثبات میں جواب ملا (صحیح مسلم، کتاب الحج؛ نیز صحیح بخاری، کتاب الحج)۔ اس کی شرعی صورت و شرائط جن پر اہلِ علم نے روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں: بدل کرنے والا مسلمان، عاقل و بالغ ہو؛ اس نے پہلے اپنا فرض حج ادا کیا ہوا ہو کیونکہ روایت میں اپنا حج پہلے ادا کرنے کی ہدایت کا مفہوم مذکور ہے؛ وہ صاحبِ عذر یا وارث کی اجازت و نیابت سے سفر کرے؛ اخراجات کا انتظام صاحبِ حج کی طرف سے ہو؛ اور نیت خالصتاً اسی شخص کی طرف سے ہو۔ اگر عذر وقتی ہو یعنی صحت کی امید ہو تو انتظار کا حکم الگ ہے، اس لیے ہر کیس کا فیصلہ اہلِ افتاء کی طرف چھوڑنا ہی احتیاط ہے اور یہی اس گائیڈ کا مؤقف ہے۔

جدول 4: جامع عملی رہنمائی کا خلاصہ

معاملہ	مناسب شرعی طریقہ کار	احتیاط
یومِ عرفہ	وقوف، نمازوں کی جمع، غروب تک دعا و استغفار	دن ضائع نہ کریں، حدودِ عرفات کی تصدیق کریں
مسنون دعائیں	ہر مرحلے کے اذکار کی فہرست ساتھ رکھیں	دعا کے الفاظ مستند کتاب سے سیکھیں
حجِ بدل	اہل، صاحبِ فرض حج، اجازت یافتہ شخص نیابت	عذر کی نوعیت کا فیصلہ مفتی سے کرائیں

	کرے	
مسجدِ قبا	باوضو گھر سے نکل کر دو رکعت ادا کریں	زیارت کو عبادت سمجھیں، رسوم سے بچیں

مسجدِ قباء کی زیارت کے آداب و فضائل

مسجدِ قبا اسلام کی پہلی مسجد ہے جو ہجرت کے موقع پر قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے محلے میں قائم ہوئی اور جس کی بنیاد تقویٰ پر ہونے کا ذکر قرآن مجید کی تفسیر میں آتا ہے۔ صحیح مسلم کی روایات کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہفتے کے دن مسجدِ قبا تشریف لے جاتے اور وہاں نماز ادا فرماتے، اور گھر سے وضو کر کے وہاں دو رکعت پڑھنے والے کے لیے عمرے کے برابر اجر کی خوشخبری بھی روایات میں مذکور ہے (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل مسجد قبا)۔ زیارت کے آداب یہ ہیں کہ حاجی اپنی قیام گاہ سے وضو کر کے نکلے، سکون و وقار سے مسجد پہنچے، دو رکعت خلوص کے ساتھ ادا کرے، قبلے کی سمت اور مسجد کی حرمت کا لحاظ رکھے اور وہاں کے عمل کو کسی دنیاوی نمائش کا ذریعہ نہ بنائے۔ مدینہ کے قیام میں یہ زیارت اس لیے بھی اہم ہے کہ یہ ہجرت کی یاد تازہ کرتی ہے اور سکھاتی ہے کہ اسلام کی پہلی عمارت بھی تقویٰ و اخلاص پر کھڑی ہوئی تھی۔ مسجدِ قبا کے ساتھ منسلک فضیلت کی درست تفصیل و شرائط کے لیے طالب علم کو شرحِ حدیث کی کتب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

چاروں معاملات کا باہمی تعلق

غور کیا جائے تو یہ چاروں معاملات ایک ہی مقصد کے گرد گھومتے ہیں اور وہ مقصد ہے حج کو رسمی عمل کے بجائے قبولیت والا روحانی سفر بنانا۔ یوم عرفہ حاجی کو دعا کی بلند ترین گھڑی دیتا ہے، مسنون دعائیں پورے سفر کو ذکر کی لڑی میں پرو دیتی ہیں، حجِ بدل یہ دکھاتا ہے کہ شریعت ناتواں بندوں کو بھی اس عظیم عبادت کے ثواب سے محروم نہیں رکھتی بلکہ نیابت کا منظم دروازہ کھولتی ہے، اور مسجدِ قبا کی زیارت حاجی کو اسلام کی پہلی بنیادوں سے جوڑ کر اس کا سفر مکمل کرتی ہے۔ عملی پروگرام بنانا ہو تو ترتیب یوں ہو گی: سفر سے پہلے دعائیں و مسائل سیکھیں اور حجِ بدل ہو تو اس کی شرعی تصدیق کرائیں، دورانِ حج ہر مرحلے پر دعا کا اہتمام کریں، عرفہ کے دن کو سب سے قیمتی سمجھیں اور مدینہ پہنچ کر مسجدِ قبا سمیت تمام زیارات آداب کے ساتھ کریں۔ اس ربط کے بعد کوئی معاملہ الگ تھلگ نہیں رہتا بلکہ ہر عمل دوسرے کی تکمیل بن جاتا ہے۔

نتیجہ

حاصل یہ ہے کہ جامع عملی رہنمائی کا تقاضا یہ ہے کہ حاجی فضیلت کے مواقع پہچانے، دعا کو حج کی روح سمجھے، عذر کی صورت میں حجِ بدل کو اس کی شرعی شرائط کے ساتھ اہلِ علم کی نگرانی میں انجام دے اور زیارات کو سنت و ادب کے دائرے میں رکھے۔ یوم عرفہ کی فضیلت، مسنون دعاؤں کا اہتمام، حجِ بدل کی منظم صورت اور مسجدِ قبا کی زیارت، یہ چاروں مل کر وہ نقشہ بناتے ہیں جو عام حاجی کو بھی اور اس شخص کو بھی روشنی دیتا ہے جو خود سفر نہ کر سکے۔ ان ہدایات پر عمل کرنے والا حاجی ان شاء اللہ مناسک بھی درست ادا کرے گا اور اس سفر کی روحانی دولت سے بھی محروم نہیں رہے گا، یہی اس سوال کا مطلوبہ نتیجہ ہے۔

AIOU LIBRARY aioulibrary.com